فضائلِ سیدہ فاطمہ

حضرتِ فضائلِ فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدہ

تصنیف لطیف

شیخ القرآن والحدیث محقق العصر، صاحبِ تصانیف کثیرہ

علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ

بفیضانِ نظر

نباضِ قوم پاسبانِ مسلکِ رضا حضرتِ الحاج

مفتی ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی

امیر جماعت رضائے مصطفےٰ پاکستان

باہتمام

عاشقِ مدینہ مجاہدِ اہلسنت مولانا حافظ عاشق حسین قادری رضوی چک صفدر

ناشر

رضوی کریانہ سٹور چک صفدر تحصیل و ضلع نارووال

0345-6371243, 0321-4238350

ملنے کا پتہ

مکتبہ غوثیہ نزد مکی مسجد محلہ بریلوی امام احمد رضا خان روڈ نارووال

حضرتِ

فضائلِ فاطمہ

سیدہ رضی اللہ عنہا

تصنیف لطیف

شیخ القرآن والحدیث، محقق العصر، صاحب تصانیف کثیرہ

علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ

بفیضانِ نظر

نباضِ قوم پاسبانِ مسلکِ رضا حضرتِ الحاج

مفتی ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی

امیر جماعت رضائے مصطفےٰ پاکستان

باہتمام

عاشقِ مدینہ مجاہدِ اہلسنت مولانا حافظ عاشق حسین قادری رضوی چک صفدر

ناشر

رضوی کریانہ سٹور چک صفدر تحصیل و ضلع نارووال

0345-6371243, 0321-4238350

ملنے کا پتہ

مکتبہ غوثیہ نزد کی مسجد محلہ بریلوی امام احمد رضا خان روڈ نارووال

قیمت 20/-

نام کتاب .... فضائل حضرت فاطمة الزهرا

مصنف .... شیخ القرآن والحدیث

علامہ فیض احمد اویسی صاحب مدظلہٗ

باہتمام .... ابوالنوید محمد مختار احمد سعیدی

کمپوزنگ .... محمد شمس الحق قمر، صفدر علی صابر خانیوال

0300-7892820

صفحات ....

ہدیہ ....

ملنے کا پتہ .... آستانہ عالیہ اویسیہ رضویہ

جامعہ اویسیہ رضویہ، سیرانی مسجد

بہاولپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد! اہلِ بیت کرام کے اعزاز واکرام کا کیا کہنا جبکہ اللہ تعالیٰ نے صرف ان کے لئے وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا کا اعلان فرمایا ہے اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا:

قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی

کا حکم فرمایا ہے پھر وہ کونسا غدار امتی ہوگا جو اہل بیت کرام کی عظمت وتکریم سے جی چرائے گا۔ جبکہ ان ارشادات کے علاوہ خود حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت کے بارے میں فرمایا ہے:

''الا ان مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینة نوح من رکبھا نجا ومن تخلف عنھا ھلک''

سن لو! میری اہل بیت تم میں سفینہ نوح کی مثل ہے جو اس پر سوار ہوا نجات پا گیا جو پیچھے رہا ہلاک ہو گیا۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۷۳)

اسی لئے جو بھی مسلمان کہلوانے والا اپنی نجات کا خواہشمند ہوگا وہ ضرور اہل بیت کرام سے عقیدت ومحبت اپنے اوپر لازم اور ضروری سمجھے گا ورنہ ہم تو بارہا کہہ چکے

تم کو مژدہ نار کا اے دشمنان اہل بیت

یہی وجہ ہے کہ اہل بیت کے کسی فرد کے بارے میں بھی کوئی کوتاہی ہوتی تو رحمۃ للعالمین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آتش غضب جوش میں آجاتی۔ چند حوالہ

جات وحکایات ملاحظہ ہوں۔

اقرباء سے پیار

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت للعالمین کی صفت سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا لیکن یہی رحمۃ للعالمین شفیق کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب کسی عزیز رشتہ دار کے متعلق توہین و بے ادبی کا معاملہ پیش ہوتا ہے تو غضب الٰہی وقہر ایزدی کا جوش رکنے کو نہیں آتا چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

ا:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ کچھ قریش کے لوگ صفیہ بنت عبدالمطلب کے گھر میں جمع ہو کر فخر کا اظہار کرنے اور اہل بیت کی باتیں کرنے لگے اس پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو تشریف لائیں۔ یہ سن کر انہوں نے (بدگوئی کے انداز میں کہا) بنجر زمین سے کھجور یا کوئی درخت نمودار ہو گیا ہے پھر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اس کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ جلال میں آگئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ لوگوں کو جمع کریں پھر آپ نے منبر پر تشریف فرما ہو کر ارشاد فرمایا! اے لوگو میں کون ہوں سب نے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں پھر فرمایا میرا نسب بیان کرو سب نے کہا:

آپ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں آپ نے فرمایا اس قوم کا کیا حال ہے جو میرے خاندان کی تنقیص وتحقیر کرتے ہیں۔ خدا کی قسم میں ان سے نسب میں افضل اور مرتبہ ومقام میں اعلیٰ ہوں۔

فائدہ :۔ اس حدیث شریف سے اہل فہم پر روشن ہوگیا کہ صرف بنجر زمین کہنے سے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رنج کا اظہار فرمایا تو اس کا کیا حال ہوگا جو آپ کے والدین کریمین کو کافر اور جہنمی گردانتا ہے۔

۲:۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب ابو جہل کی لڑکی سے نکاح کرنے کا ارادہ فرمایا تو حضور سرور کائنات، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جسم کا ٹکڑا ہے اور میں اسے حرام قرار نہیں دیتا جسے اللہ نے حلال کیا ہے لیکن خدا کی قسم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اور دشمن (ابو جہل) کی بیٹی ایک شخص کے ساتھ نکاح میں کبھی جمع نہیں ہو سکتیں۔

(بخاری شریف وغیرہ)

فائدہ :۔ اسی سے علماء کرام نے کہا ہے کہ جائز فعل جس سے حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچتی ہو اس کا ارتکاب حرام ہے اور یہاں ایمان و کفر کی بات ہے کہ آپ کے ابوین کریمین کو کافر اور جہنمی کہنا معمولی بات نہیں۔

حکایت :۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابولہب کی لڑکی سبیعہ (مسلمان ہوگئی تھیں) نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی

" ان الناس یقولون انت بنت حطب النار فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو مُغضب فقال مابال اقوام یؤذ ننی فی قرابتی ومن آذانی فقد آذی اللہ"

(رواہ ابن منذر۔ مواہب لدنیہ مع زرقانی صفحہ ۱۸۷ جلد ۱)

ترجمہ :۔ لوگ مجھے کہتے ہیں تو دوزخ کے ایندھن کی بیٹی ہے۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہو کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا جو لوگ مجھے رشتہ داروں کے بارے میں ایذا دیتے ہیں انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ جو مجھے ایذا پہنچاتے ہیں وہ درحقیقت اللہ کو ایذا پہنچاتے ہیں۔

دعوت غور و فکر :۔

ابولہب کے دوزخی ہونے میں شک کی گنجائش نہیں اس لئے کہ بحکم قرآن وہ قطعی دوزخی ہے آپ اس کی وجہ سے ناراض نہیں ہوئے بلکہ سبیعہ کیوجہ سے اور اس کا تعلق قرابت بعیدی ہے یعنی عمزاد ہے۔ اور اہل بیت بالخصوص آل اور یہ نہ صرف رشتہ دار بلکہ ذات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشے وہاں ایک معمولی طعن وہ بھی بالواسطہ اور جائز اور صحیح جو نبوت کو برداشت نہ ہوا اور یہاں بلاواسطہ طعن بلکہ نیش زنی ہوتی ہے اس کی برداشت کیسی، ہاں فرق اتنا ہے وہاں طعنہ زنوں کو بالمشافہ آگاہ فرمایا یہاں فرمانے کے بعد معلوم ہوگا لیکن قرآن مجید بار بار آگاہ فرماتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا

بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

مذکورہ بالا بیان میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عام اقربا کی

یہ کیفیت ہے تو اہل بیت کی سب سے بڑی معززہ ومکرمہ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنھا ہیں اس لئے دوسرے اقرباء کو دور یا قریب کی ایک نسبت یا دو نسبتوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہے لیکن حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنھا کئی نسبتوں سے مشرف ہیں۔ حضرت علامہ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال نے فرمایا ؎

مریمؑ از یک نسبت عیسیٰ عزیز — از سہ نسبتِ حضرت زہرا عزیز
نور چشم رحمۃ للعالمین — آں امامِ اولین و آخرین
بانوئے آں تاجدارِ ھل اتیٰ — مرتضیٰؓ مشکل کشا شیر خدا
مادر آں مرکزِ پرکارِ عشق — مادرِ آں قافلہ سالارِ عشق

ترجمہ :۔ حضرت مریم علیہ السلام صرف ایک نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہونے کی وجہ سے عزیز ہیں۔ مگر حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنھا تین نسبتوں کی وجہ سے زیادہ عزیز ہیں۔

ا:۔ پہلی نسبت یہ ہے کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو اولین و آخرین کے امام ہیں ان کی نور چشم و لخت جگر ہیں۔

۲:۔ دوسری نسبت یہ ہے کہ وہ تاجدارِ ھل اتیٰ، مولائے مرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ وجھہ کی بیوی ہیں۔

۳:۔ تیسری نسبت یہ ہے کہ وہ حضرت امام حسنین علیھما السلام کی والدہ ہیں جو عشق کی پرکار کے مرکز اور عشق کے قافلہ سالار ہیں۔

آپ رضی اللہ عنھا کا نام نامی اسم گرامی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنھا اور القاب زہرا، بتول، طاہرہ، ذاکیہ، راضیہ و مرضیہ، عابدہ و زاہدہ ہیں۔

تسمیہ فاطمہ :

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انما سیمت ابنتی فاطمة لان اللہ فطمها و محبیها عن النار

(ویلمی، صواعق محرقہ صفحہ ۱۵۱)

ترجمہ :۔ کہ میں نے اپنی بیٹی کا نام فاطمہ اس لئے رکھا ہے کہ اللہ نے اس کو اور اس کے محبوں کو دوزخ سے جدا کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انّ فاطمة احصنت فرجها فحرّم اللہ ذرّیتها علی النّار

(بزاز، طبرانی، ابونعیم المستدرک حاکم صفحہ ۱۵۳)

کہ بیشک فاطمہ رضی اللہ عنہا پاکدامن ہے اور اللہ نے اس کی اولاد پر دوزخ کو حرام فرمایا ہے۔

تسمیہ زهرا :

کلی، نہایت خوبصورت، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت ہی زیادہ حسن و جمال عطا فرمایا تھا چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ سے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے متعلق پوچھا تو فرمایا "کانت کالقمر لیلة البدر" (متدرک حاکم صفحہ ۱۶۱ جلد ۳) کہ سیدہ چودھویں رات کے چاند کی طرح حسین و جمیل تھیں۔

تسمیہ بتول :

دنیا سے بے تعلق چونکہ آپ کی توجہ دنیا اور اس کے عیش وعشرت کی طرف نہیں بلکہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف رہی ہیں اس لئے آپ کو بتول کہتے ہیں۔ نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے معنیٰ پوچھے گئے تو فرمایا "البتول التی لم ترحمرة قطّ ای لم تحض فانّ الحیض مکروہ فی بنات الانبیاء" (فضائل الفاطمہ للحاکم)

ترجمہ : بتول وہ ہے جس نے سرخی کو نہ دیکھا ہو یعنی اس کو کبھی حیض نہ ہوا ہو کیونکہ انبیاء کی بیٹیوں پر حیض مکروہ ہے۔

تسمیہ طاہرہ وذاکیہ :

پاک وصاف چونکہ بچپن ہی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر رحمت اور فیضان صحبت سے آپ کے باطن کا تزکیہ اور آپ کو ظاہری و باطنی طہارت و پاکیزگی حاصل ہو چکی تھی اس لئے آپ طاہرہ وذاکیہ کے لقب سے ملقب ہوئیں۔

تسمیہ راضیہ ومرضیہ:

چونکہ آپ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتی تھیں۔ اس لئے آپ کو راضیہ ومرضیہ کہتے ہیں۔

عابدہ وزاھدہ :

آپ کی ساری زندگی زہد وعبادت میں گذری، جیسا کہ آپ آئندہ سطور میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ اس لئے آپ کو زاہدہ وعابدہ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

ولادت :

آپ رضی اللہ عنہا کی ولادت نبوت کے پہلے سال ہوئی ۔یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف اس وقت اکتالیس سال کی تھی باقی تمام اولاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبل از دعویٰ نبوت ہوئی چونکہ آپ کی ولادت زمانہ نبوت کے انوار و تجلیات میں ہوئی ۔اس لئے آپکا مرتبہ اولاد میں سب سے بڑا ہے۔

بچپن شریف :

آپ کا بچپن شریف اور زندگی کا ہر لمحہ نہایت پاکیزہ تھا اور ایسا کیونکر نہ ہوگا جب کہ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی آغوشِ رحمت آپ کی تربیت گاہ تھی اور آپ دن رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی زبان پاک سے پاکیزہ اقوال اور خداشناسی کے تذکرے سنتیں اور ان کے مقدس افعال، اعمال کا مشاہدہ کرتیں۔

والدہ کا انتقال :

آپ رضی اللہ عنہا کی عمر شریف ابھی نو برس ہی تھی کہ آپ رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا آپ کی بہترین تربیت فرما کر انتقال فرما گئیں۔ان کی وفات کا صدمہ سب سے زیادہ آپ کو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا۔

نکاح:

جب آپ کی عمر شریف تقریباً پندرہ برس کی ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

سے نہایت سادگی کے ساتھ کر دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر اس وقت چوبیس سال کے قریب تھی۔ نکاح کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی دم کر کے دونوں پر اس کے چھینٹے مارے اور فرمایا میں تمہیں اور تمہاری اولاد کو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

فضائل:

اعلیٰ حضرت نے فرمایا ؎

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا　　　تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

آپ کے فضائل بے شمار ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نور نظر لخت جگر اور آپ کو اہل بیت میں سب سے پیاری ہیں۔ فاتح خیبر، شیرِ خدا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ اور حسنین کریمین حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی والدہ ماجدہ اور سارے جہاں کی عورتوں کی سردار ہیں پروردگار عالم نے اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ آپ ہی سے جاری فرمایا۔

احادیث مبارکہ:

☆...... ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلاَ تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَوْ نِسَاءِ الْعٰلَمِيْنَ

(بخاری و مسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ کیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ تو سارے جہاں اور جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔

☆...... حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھوں اور پھر آپ کی خدمتِ اقدس میں اپنی اور تمہاری بخشش کی دعا کی درخواست کروں والدہ نے اجازت دی اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا مغرب کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کی پھر نوافل پڑھے اس کے بعد عشاء کی نماز پڑھی جب آپ نماز سے فارغ ہو کر چلے تو میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے قدموں کی آواز سن کر فرمایا کیا تو حذیفہ ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں۔

قال ماحاجتک غفر اللہ لک ولامک انّ ھٰذا ملک لم ینزل الارض قطّ قبل ھٰذہ اللّیلة استاذن ربّه ان یسلّم علیّ ویبشر فی بانّ فاطمة سیّدة نساء اھل الجنة وانّ الحسن والحسین سیّدا شباب اھل الجنة

(ترمذی ومشکوٰۃ صفحہ ۵۷۰)

فرمایا تجھے کیا حاجت ہے، اللہ تجھے اور تیری ماں کو بخشے، یہ ایک فرشتہ ہے جو اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا، اس فرشتے نے اپنے پروردگار سے میرے پاس آکر مجھ کو سلام کرنے کی اجازت لی اور یہ مجھے بشارت دے رہا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن وحسین رضی اللہ عنہما جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

☆...... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم افضل نسآء اهل الجنة

خدیجة بنت خویلدٍ وفاطمة بنت محمدٍ ومریم بنت عمران

واسیة بن مزاحم امرأة فرعون (الاستیعاب صفحہ۲۷۷جلد۲)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کی عورتوں میں سے افضل عورتیں خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد وفاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ومریم رضی اللہ عنہا بنت عمران وآسیہ بنت مزاحم فرعون کی بیوی ہیں

☆...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خیر نسآء العالمین اربع

مریم بنت عمران واسیہ بنت مزاحم وخدیجہ بنت خویلد

وفاطمہ بنت محمد (الاستیعاب صفحہ۲۷۷جلد۲)

ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام جہان کی عورتوں میں سے بہتر چار عورتیں ہیں۔ مریم بنت عمران، آسیہ بنت مزاحم وخدیجہ بنت خویلد وفاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

☆...... حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یا بنیة اما ترضین انک سیّدة نسآء العٰلمین :قالت تلک

سیّدة نسآء عالمها وانت سیّدة نسآء عالمک اما

واللّٰہ لقد زوّجتک سیّد فی الدنیا والآخرة

(الاستیعاب صفحہ۱۷۷جلد۲، حلیة الاولیاء صفحہ۴۲جلد۲)

ترجمہ : اے بیٹی کیا تو راضی نہیں ہے کہ تو سارے جہان کی عورتوں کی سردار
سیدہ نے عرض کیا، ابا جان مریم بنت عمران بھی تو ہیں؟ فرمایا وہ اپنے زمانہ کی عورتو
کی سردار تم اپنے زمانہ کی عورتوں کی سردار ہو اور خدا کی قسم تمہارا شوہر (علی رضی ال
عنہ) دنیا و آخرت میں سردار ہیں۔

☆...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر النسآء امتی
فاطمہ بنت محمد (فضائل الفاطمہ للحاکم

ترجمہ : حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کی عورتوں میں بہ
میری بیٹی فاطمہ ہیں۔(رضی اللہ عنہا)

☆...... حضرت جمیع بن اعمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی ک
ساتھ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا

قالت ایّ النّاس کان احب الیٰ رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم
قالت فاطمہ فقیل من الرجال ؟قالت زوجھا

(ترمذی و مشکوٰۃ صفحہ ۵۰۰

ترجمہ : میں نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب کون تھ
(حضرت عائشہ نے) فرمایا "فاطمہ" پھر میں نے عرض کیا اور مردوں میں؟ فرمایا ان ک
شوہر (علی رضی اللہ عنہ)

ماں بیٹی کا پیار :

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کردہ اس اور اس ن

پہلے مذکورشدہ حدیث میں غور کیا جائے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ ام المومنین کی یہ روایتیں ان کے عدل وانصاف اور دیانت وصداقت کی بہت بڑی دلیل ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی اور سیدہ کی گہری محبت کی علامت ہیں، چنانچہ اسی طرح دوسری حدیث میں آیا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کوکس سے زیادہ محبت ہے؟ سیّدہ نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا سے، انہوں نے کہا اور مردوں میں سے؟ فرمایا ان کے باپ (صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) سے۔

☆...... حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كان احبّ النسآء الٰى رسول الله صلى الله عليه وسلم
فاطمة ومن الرّجال عليٌ

(ترمذی باب المناقب، مستدرک حاکم صفحہ ۱۵۵ جلد ۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں میں سے حضرت فاطمہ اور مردوں میں سے حضرت علی کو سب سے زیادہ محبوب رکھتے تھے۔

☆...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

انّ النبى صلى الله عليه وسلم كان اذا سافر كان آخر النّاس
عهدًا به فاطمة واذا قدم من سفرٍ كان اوّل النّاس به عهدا
فاطمة رضى الله عنها

(المستدرک حاکم صفحہ ۱۵۶ جلد ۳)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کو تشریف لے جاتے تو سب کے بعد اور جب واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات فرماتے۔

☆...... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انّ اللہ یغضب بغضب فاطمۃ ویرضیٰ برضآء ھا

(المستدرک حاکم صفحہ۱۵۴جلد۳)

بیشک اللہ تعالیٰ فاطمہ کے غضبناک ہونے سے غضبناک ہوجاتا ہے اور اس کے راضی ہونے سے راضی ہوجاتا ہے۔

☆...... حضرت مسور بن مجزمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

انّ الرّسول صلی اللہ علیہ وسلم قال فاطمۃ بغعۃ منّی فمن اغضبھا اغضبنی وفی روایۃ یریبنی ما ارابھا ویوذینی مآ اذاھا

(بخاری ومسلم وترمذی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے جس نے اس کو ناراض کیا اس نے مجھ کو ناراض کیا اور اضطراب میں ڈالتی ہے مجھ کو وہ چیز جو اس کو اضطراب میں ڈالے اور تکلیف میں ڈالتی ہے مجھ کو وہ چیز جو اس کو تکلیف دے۔

فائدہ:۔ ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جو شخص سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنھا کی یا ان کی اولاد کی بےادبی کرے یا ان کو ایذا پہنچائے اس نے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دیا۔ کیونکہ اس کی اس حرکت سے ان کو اذیت ہوگی جو غضب الٰہی کا موجب ہے۔ جس طرح ان کا غضب غضبِ الٰہی ہے اسی طرح ان کی رضا میں اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا ہے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہو کہ قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں تو اس کو

چاہیے کہ وہ میرے اہل بیت کی نیاز مندی کرے اور ان کو دوست رکھے۔ (ویلمی)

حکایت :۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں کہ مولوی قلندر علی صاحب کو ہر روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی تھی۔ ایک دن کسی جمال کے لڑکے کو کہ سید تھا طمانچہ مارا اس دن سے زیارت منقطع ہوگئی مدینہ منورہ کے مشائخ سے رجوع کیا انہوں نے ایک ولیہ مجذوبہ کا پتہ دیا جب وہ عورت مسجد نبوی میں آئی مولانا نے عرض کی سنتے ہی جوش میں آئی اور مولانا کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا "شُفْ ھٰذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم" پس مولانا نے بیداری میں چشم ظاہر سے زیارت کی اس سے پہلے اس لڑکے سے خطا بھی معاف کرائی تھی مگر کچھ مفید نہ ہوا تھا۔

(امداد المشتاق صفحہ ۱۰۰)

☆...... حضرت حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: البشریٰ یا فاطمة المهدی منک

(ابن عساکر بفتح الکبیر صفحہ ۱۷)

اے فاطمہ رضی اللہ عنہا تجھے بشارت ہے کہ امام مہدی تیری اولاد سے ہوں گے۔

☆...... حضرت اسماء بنت عمیش رضی اللہ عنہما (زوجہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) فرماتی ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت کے وقت میں سیّدہ کے پاس تھی اور میں نے دایہ کے فرائض انجام دیے میں نے کوئی خون وغیرہ جو بوقت ولادت نکلتا ہے نہ دیکھا تو یہ کیفیت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فقال اما علمت انّ فاطمة طاهرة مطهّرة لایری لها دماً فی طمث

(مسند)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نہیں جانتی کہ فاطمہ طاہرہ ومطہرہ ہے اس کا حیض میں بھی خون نہیں دیکھا گیا۔

☆...... ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

مارأیت احدًا اشبه سمناً ودلاً وهدیاً (وفی روایة کلا ماً وحدیثا) برسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فی قیامها وقعودها من فاطمة بنت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قالت وکانت اذا دخلت علی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قام الیها فقبلها واجلسها فی مجلسه وکان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم اذا ادخل علیها قامت من مجلسها فقبّلته واجلسته فی مجلسها

(ترمذی المستدرک حاکم)

ترجمہ: کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو بیٹھنے، اٹھنے، چلنے، پھرنے، حسن خلق اور گفتگو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مشابہ ہو۔ ام المؤمنین فرماتی ہیں جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور کے پاس تشریف لاتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے کھڑے ہوجاتے اور ان کو چومتے اور اپنی جگہ پر پیار ومحبت سے بٹھاتے اور جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لیجاتے تو آپ رضی اللہ عنہا کھڑی ہوجاتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیتیں اور ادب واحترام سے اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی بڑا چھوٹا پر شفقت و محبت فرماتے ہوئے اور چھوٹا بڑے کی تعظیم کرتے ہوئے کھڑا ہو جائے تو یہ جائز اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ لہٰذا بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ اللہ کے سوا کسی اور کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا شرک ہے سراسر غلط اور دلیل جہالت ہے۔

☆...... ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ما رأيت احدًا كان اصدق لهجة من فاطمة الّا ان يكون الذى وكدها صلى الله عليه وسلم (الاستيعاب صفحہ ۷۷۲ جلد ۲)

ترجمہ: کہ میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو فصیح نہیں دیکھا اور ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھیں۔

حکایت: نزہۃ المجالس میں روایت ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میں تم سے افضل ہوں اس لئے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جگر پارہ ہوں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا دنیا میں ایسا ہی ہے جیسا کہ تم کہہ رہی ہو اور آخرت میں، میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بحیثیت زوجہ کے ہوں گی ایک تو آپ کی دائمی معیت دوسرے وہی درجہ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے، دونوں باتیں مجھے حاصل ہوں گی جو تمہیں حاصل نہ ہوں گی کیونکہ تم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو گی اور جنت میں برتر ہونا دلیل فضیلت ہے۔ یہ سن کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا خاموش ہو گئیں۔

فقامت عائشة وقبلت رأسها وقالت يا ليتنى شعرة فى رأسها

(نزہۃ المجالس صفحہ ۱۷۶ جلد ۲)

ترجمہ: تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہو گئیں اور سیدہ کے سر کو چوم کر کہنے لگیں "اے کاش میں تمہارے سر کا ایک بال ہوتی"

کرامت: جب آیہ کریمہ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فکرامت میں بہت رونے لگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت دیکھ کر صحابہ کرام بھی بوجہ غلبہ محبت رونے لگ گئے۔ لیکن کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رونے کا سبب معلوم نہ تھا چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی رنج وغم میں بھی سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھ کر خوش ہو جاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب رنج وغم دور ہو جاتا تھا اس لئے بعض صحابہ کرام نے یہ تجویز کی کہ کسی طرح سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا جائے چنانچہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ گئے اور تمام ماجرا عرض کر کے خواہش ظاہر کی کہ آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لے چلیں۔ خاتون جنت سیّدۃ النساء العالمین نے اسی وقت اُٹھ کر ایک کمبل اوڑھا جس میں بارہ سے زیادہ پیوند تھے اور چلیں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں ایک درد سا اٹھا اور میں روتے ہوئے دل میں یہ کہتے جا رہا تھا کہ کفار کی بیٹیاں تو زرّیں لباس پہنیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیٹی کے لباس میں اتنے پیوند لگے ہوں۔ جب دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی سیّدہ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور روتے ہوئے عرض کیا ابا جان! کس بات نے آپ کو

اس قدر رُلایا؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ آیت پڑھ کر سُنائی جو نازل ہوئی تھی سیّدہ سنتے ہی خوف خدا سے اور زیادہ رونے لگیں اور روتے روتے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ کر کے فرمایا یا شیخ المہاجرین اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آیت وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا اتاری ہے تو کیا آپ اُمت کے بوڑھوں پر فدا ہوتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں، پھر آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ امت کے نوجوانوں پر فدا ہوتے ہیں؟ انہوں نے عرض کی ہاں پھر آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ تم اُمت کے بچوں پر فدا ہوتے ہو؟ انہوں نے عرض کی ہاں پھر آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں اُمت پر فدا ہوتی ہوں۔ فنزل جبرائیل وقال یا محمد انّ اللہ یقرئک السلام ویقول قل لفاطمة الخ

(نزہۃ المجالس صفحہ ۱۷۴ جلد ۲)

ترجمہ: پس جبرائیل امین نازل ہوئے اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ آپ کو سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) سے کہیں وہ غم نہ کرے میں اُمت سے وہی سلوک کروں گا جو فاطمہ (رضی اللہ عنہا) چاہے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو گئے اور سجدہ شکر بجالائے۔

وہ نور العین وہ لختِ جگر دل محبوب ربانی — وہ فخر ہاجرہ و آسیہ وہ مریم ثانی
وہ جن کا ایک سجدہ ضامنِ عفو خطا کاراں — وہ جن کی جنبشِ لب شافع جرم گنہگاراں

کرامت : حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رمضان شریف کا مہینہ دوپہر کا وقت تھا نہایت شدت کی گرمی پڑ رہی تھی میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر حاضر ہوئی دروازہ بند تھا اور چکی کے چلنے کی آواز آ رہی تھی میں نے روزنِ در سے جھانک کر دیکھا کہ سیّدہ تو چکی کے پاس زمین پر سو رہی تھیں اور چکی خود بخود چل رہی تھی اور پاس ہی حسنین کریمین کا گھوارہ بھی خود بخود چل رہا تھا یہ دیکھ کر میں نہایت حیران و متعجب ہوئی اور اسی وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ ماجرا بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شدت کی گرمی میں فاطمہ روزہ سے ہے پروردگار عالم نے فاطمہ پر نیند غالب کر دی تاکہ اس کو گرمی کی شدت اور تشنگی محسوس نہ ہو اور ملائکہ کو حکم دیدیا کہ وہ فاطمہ کے کام سرانجام دیں۔

وہ خاتون جناں معصوم حوریں باندیاں جنکی

ملک جنت سے آ کر پیستے تھے چکیاں جن کی

سبق : اسلامی خواتین کو سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مقدس حالات سے سبق حاصل کرنا چاہیے کس قدر افسوس ہے ان خواتین پر جو باوجود اس قدر راحتوں کے میسّر ہونے کے پھر بھی شکوہ و شکایت کرتی ہیں اور اپنے فرائض سے غافل رہتی ہیں اور نماز تک نہیں پڑھتیں۔ کاش وہ سیدہ رضی اللہ عنہا کی سیرت مبارک سے سبق حاصل کرتیں اور دنیا و آخرت میں بے شمار رحمت و برکت اور اجر و ثواب کی مستحق بنتیں۔ اسلامی خواتین کو یہ جان لینا چاہیے کہ ان کی نجات سیّدہ کی اتباع اور اسلامی احکام کی پابندی کرنے میں ہے۔

سیرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

شرم وحیا:

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الحیاء من الایمان والایمان فی الجنة والبذاء من الجفاء والجفاء فی النّار (ترمذی ،احمد مشکوٰۃ صفحہ ۴۳۱)

ترجمہ : حیاء ایمان کا ایک جزو ہے اور ایماندار جنت میں جائے گا اور بے حیائی بدی سے ہے اور بدکار دوزخ میں جائے گا۔

☆...... حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الحیاء والایمان قرناء جمیعاً فاذا رفع احدھما رفع الآخر

(بیھقی ، مشکوٰۃ صفحہ ۴۳۲)

ترجمہ : حیاء ایمان دونوں لازم وملزوم ہیں جب ان دونوں میں سے ایک اٹھالیا جائے تو دوسرا خود بخود اٹھ جاتا ہے۔

☆......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بات انبیائے سابقین کے کلام میں سے ہے۔

اذا لم تستحیی فاصنع ماشئت (بخاری)

ترجمہ : کہ جب تو نے شرم وحیا نہیں کی تو اب جو تیرا دل چاہے کر

☆...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ میں سے ایک وصف یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ شرم وحیا والے تھے۔

فائدہ: کنواری لڑکیوں کی شرم وحیا مشہور تھی چنانچہ لوگ مثال دیا کرتے تھے کہ فلاں تو کنواری لڑکیوں کی طرح شرماتا ہے لیکن آجکل سکولوں کالجوں میں پڑھنے والی کنواری لڑکیاں اور لڑکے جو کچھ کررہے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے (الا ماشاء اللہ) نامعلوم مسلمان قوم غیرت وشرافت اور شرم وحیا کو چھوڑ کر کیوں بے غیرت و بے حیا ہوتی جارہی ہے

فضا مغموم ہوتی جارہی ہے ہوا مسموم ہوتی جارہی ہے
حیاء معدوم ہوتی جارہی ہے ستم ہے بنت مسلم کی نظر سے

حقیقت میں یہ ساری خرابی سینما بے پردگی اور آج کل کی تعلیم کی ہے۔ کتاب وسنت اور بزرگان دین کی مقدس زندگیوں کے حالات کی بجائے ہمارے پیش نظر ناول، عشقیہ افسانے اور فلمی ستاروں کے حالات ہیں سکولوں اور کالجوں میں ڈرامے، ناچ اور گانا وغیرہ بھی سکھایا جاتا ہے۔ ان چیزوں کے تاثرات کے خطرناک نتائج ہمارے سامنے ہیں خدا کرے کہ مسلمان بچے اور بچیاں ناولوں اور افسانوں کی بجائے کتاب وسنت اور بزرگان دین کے حالاتِ زندگی کا مطالعہ کریں اور والدین کو دینی تعلیم دلانے کا شوق ہو۔ آمین ثم آمین

بدقسمتی سے مسلمانوں میں چند افراد ایسے بھی پیدا ہو گئے ہیں جن کا دعویٰ ہے قرآن میں کہیں پردے وغیرہ کا ثبوت نہیں ہے اور نہ ہی یہ کوئی ضروری ہے کیونکہ اس

سے صحت خراب ہو جاتی ہے اور عورتیں بیماریوں کا شکار ہو جاتی ہیں پردہ ایک قسم کی قید اور حبس بے جا ہے۔ مانع تعلیم و ترقی ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ پردے کے متعلق بھی چند عقلی و نقلی دلائل ہدیہ ناظرین کر دیئے جائیں بلاشبہ یہ تمام خیالات یورپ کی طرز زندگی پر فریفتہ ہو جانے کا نتیجہ ہیں اور اسی کا نام دین فراموشی اور نفس پرستی ہے۔ فرنگی اقوام کی رنگ رلیاں دیکھ کر گمراہ نفس چاہتا ہے کہ اسی طرح رنگ رلیاں منائی جائیں اور نفسانی لطف و سرور حاصل کیا جائے باقی تعلیم و ترقی کے سب بہانے ہیں ورنہ اسلامی پردہ نہ مانع ترقی و تعلیم ہے اور نہ باعثِ خرابی صحت یہ ایک وہم اور غلط خیال ہے ایک زمانہ وہ تھا جبکہ مسلمان تمام دنیا میں عزت و برتری کے واحد مالک تھے ترقیات کی تمام منازل میں دنیا کی ساری اقوام سے آگے آگے تھے اسلامی پردہ اس وقت بھی موجود تھا اس زمانہ کی بڑی بڑی عالم و فاضل خواتین کے تذکروں سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ بلاشبہ ان کے علمی اور مجاہدانہ کارنامے لائق صد تحسین اور مسلمانوں کے لئے قابل فخر ہیں۔

ان خواتین اسلام نے کبھی یہ نہ چاہا کہ ہمیں پردہ سے آزادی ملنی چاہیے کیونکہ یہ مانع ترقی اور باعث خرابی صحت ہے اور نہ اس وقت کے غیور اور بہادر مسلمانوں کے دل میں کبھی یہ خیال پیدا ہوا کہ پردہ مانع ترقی اور باعث خرابی صحت ہے بات دراصل یہ ہے کہ ہم مسلمانوں نے کتاب و سنت کو پڑھنا اور ان پر عمل کرنا چھوڑ دیا اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے منہ موڑ بیٹھے۔ تو ہم سے سربلندیاں چھین لی گئیں اور ہم پستی و تنزلی کی گہرائیوں میں جا گرے اگر پردہ کو مانع ترقی قرار دیا جائے تو پھر قرون اولیٰ کے مسلمان جو پردہ نسواں کے سختی سے پابند تھے

کیونکر ترقی کر گئے تھے حقیقتاً ہمارے تنزل کا باعث پردہ نہیں بلکہ بے پردگی اور ترک مذہب ہے۔

پردہ ضروری ہے

یہ ایک حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ موزوں ومتناسب اور حسین وجمیل اشیاء کی طرف قلوب ونفوس کا میلان ایک طبعی امر ہے یہ انسان کی فطرت میں ہے کہ جب وہ کسی چیز کو پسند کر لیتا ہے تو پھر اس کے حصول کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے اسی واسطے ہر دوکاندار اپنی حسین وجمیل اشیاء کا بر سرِ بازار مظاہرہ کرتا ہے تا کہ لوگوں کی نظران پر پڑے اور وہ ان کی خوبیوں سے مطلع ہو کر ان کو حاصل کریں۔ وہ جانتا ہے کہ اگر ان کو چھپا کر رکھ چھوڑا اور کسی کی نظران پر نہ پڑی تو کسی کے دل میں ان کے حصول کا جذبہ پیدا نہیں ہوگا کیونکہ حصول کا جذبہ تو دیکھنے کے بعد ہی پیدا ہوتا ہے جب آپ اس حقیقت کو اچھی طرح جانتے ہیں تو انصاف سے بتائیے کہ اگر ایک حسین وجمیل جوان عورت اپنے حسن وجمال، زنیت وآرائش کے ساتھ بے حجاب لوگوں کے سامنے آئے گی تو جو لوگ شہوات نفسانی رکھتے ہیں اور وہ منجانب اللہ محفوظ ومعصوم بھی نہیں ہیں، کیا وہ متاثر نہیں ہونگے؟ اور کیا ان کے جذبات میں ایک تحریک پیدا نہیں ہوگی؟ ہوگی اور ضرور ہوگی پھر وہ چاہیں گے کہ کسی نہ کسی طرح اپنے جذبات کی آگ کو بجھائیں اور کچھ نہیں تو قصداً بار بار نظر کر کے لطف اندوز ہوں گے اور پھر یہی لطف اندوزی ایک عادت بن جائے گی جو آگے چل کر بے حیائی کے ارتکاب اور فتنہ وفساد کا موجب بنے گی۔ خدا کی قسم ہماری عزت وآبرو کی حفاظت اسی میں ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقدس ارشادات پر عمل

پیرا ہو کر پردے کی پابندی کریں اور کروائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ

ترجمہ: میرے حبیب مومن مردوں سے فرما دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے پاکیزہ تر ہے، بیشک اللہ اس سے باخبر ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اور مومن عورتوں سے فرما دیجئے کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور عصمت کی حفاظت کریں۔

اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں، سوائے اس کے جو خود بخود ظاہر ہو جائے اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے بُکّل مار لیا کریں۔

فتنہ وفساد اور بے حیائی کی ابتدا بدنظری سے ہی ہوتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اسی دروازہ کو بند فرمایا، مردوں اور عورتوں کو یکساں طور پر حکم دے دیا کہ وہ اپنی نگاہوں کو پست اور غیروں کی دید سے باز رکھیں اور اپنی شہوات کو اپنے قابو میں رکھیں، اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ مرد اور عورتیں ہر وقت نیچے ہی دیکھتے رہیں اور کبھی اوپر نہ دیکھیں، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کے حسن و جمال اور زینت و آرائش سے متاثر اور لطف اندوز ہو کر ایک دوسرے کی طرف میلان نہ کریں۔ کہ یہ فتنہ کا موجب ہے اسی واسطے وہ پہلی نظر جو اچانک بلا قصد و بلا ارادہ پڑ جاتی ہے، معاف ہے۔ بشرطیکہ نظر کو فوراً پھیر لیا جائے کیونکہ وہ برے تاثرات سے مبرا ہوگی ہاں وہ دوسری نظر جو قصد و ارادہ سے ڈالے ناجائز ہوگی کیونکہ اس کے اندر

خواہش نفسانی کا ضرور دخل ہوگا۔

مسئلہ:۔ علاج و معالجہ کے موقع پر طبیب کا اجنبیہ مریضہ اور اس کے جسم کے کسی حصہ کو دیکھنا، یا کوئی اجنبیہ جو ڈوب رہی ہو یا اس کی جان یا عزت و آبرو کسی خطرہ میں ہو تو اس کو بچاتے ہوئے اس کے چہرے یا ستر وغیرہ پر نظر پڑ جائے تو یہ جائز ہے۔

تجربہ فاطمہ:۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے دریافت فرمایا کہ عورت کیلئے کونسی چیز بہتر ہے۔ تمام صحابہ خاموش رہے کسی نے کوئی جواب نہ دیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اسی وقت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور آکر پوچھا:

ایّ شیٔی خیر" للنّسآء قالت لا یرین للرّجل ولا یرونھنّ فذکرت اللنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال فاطمہ بضعۃ منّی (بزار، دار قطنی)

ترجمہ:۔ کہ عورتوں کے لئے سب سے بہتر کیا چیز ہے سیّدہ نے فرمایا کہ نہ وہ مردوں دیکھیں اور نہ مردان کو دیکھیں فرماتے ہیں میں نے سیّدہ کا جواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔

فائدہ:۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ وہ خوب سمجھی ہیں اور ان کا جواب بالکل درست ہے اور ایسا کیوں نہ ہوتا آخر وہ میرا جزوِ بدن تو ہیں۔

انتباہ:۔ نگاہوں کو نیچے رکھنے کا حکم تو مرد و عورت دونوں کے لئے تھا اس کے بعد

خاص عورتوں کو چہرہ چھپانے کا حکم دیا گیا ارشاد ہوتا ہے:

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے فرما دیجئے کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادر سے گھونگھٹ ڈال لیا کریں اس سے ان کی پہچان ہو جایا کرے گی اور ان کو ستایا نہیں جائے گا۔

فائدہ: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں شہر کے اندر اکثر مکانوں میں بیت الخلاء نہیں ہوا کرتا تھا اس لئے شرفاء کی عورتوں کو بھی لونڈیوں کی طرح قضائے حاجت کے لئے شہر سے باہر جانا پڑتا تھا بدکردار لوگ ان کا پیچھا کرتے اور ان سے ہنسی مذاق کیا کرتے جب ان سے کہا جاتا کہ تم شرفازادیوں سے ایسا کیوں کرتے ہو وہ کہتے یہ تو لونڈیاں ہیں، شرفاء تھوڑا ہی ہیں ورنہ ہماری کیا مجال ہے اس پر یہ آیت اتری کہ اے محبوب اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ چادروں یا برقعوں سے اپنے سروں اور چہروں کو چھپا کر نکلیں تاکہ لباس سے اس کے اور لونڈیوں کے درمیان امتیاز ہو جائے اور لوگ پہچان لیں کہ یہ شرفازادیاں ہیں۔ لونڈیاں نہیں ہیں پھر بدکار لوگ انکا پیچھا وغیرہ نہیں کیا کریں گے اور اس طرح وہ بدکاروں کی اذیت سے محفوظ رہیں گی۔ جسم انسانی میں چونکہ سب سے زیادہ خوبصورت اور اعلیٰ مقام چہرہ ہوتا ہے اور چہرہ دیکھ کر ہی قلبی میلان ہوتا ہے اسی لئے چہرہ کو چھپانے کا حکم دیا گیا تاکہ نہ کسی کی نظر پڑے اور نہ قلبی میلان ہو۔ گھروں میں عام طور پر عورتیں بے تکلفی سے رہتی ہیں کیونکہ گھر میں کوئی غیر محرم نہیں ہوتا اس لئے

اجنبی لوگوں کو حکم دیا گیا کہ وہ کسی دوسرے کے گھر بغیر اجازت نہ جائیں فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! دوسرے کے گھروں میں نہ جاؤ جب تک کہ ان سے اجازت نہ لے لو اور پھر جب جاؤ تو اہل خانہ کو سلام کرو۔

فائدہ:۔ اگر کوئی ایسا موقعہ پیش آجائے کہ غیر محرم عورت سے کچھ پوچھنا ہو یا لینا ہو تو

فرمایا:۔

وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ

ترجمہ:۔ اور جب تم عورتوں سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے پیچھے سے مانگو اس میں زیادہ پاکیزگی ہے تمہارے دلوں کے لئے بھی۔ کیونکہ اس طرح تمہاری نظر ان کے چہرے اور حسن و جمال اور زینت و آرائش پر نہیں پڑے گی اور ان کی نظر تم پر نہیں پڑے گی اور مفاسد کے دروازے نہیں کھلیں گے اور قلوب ناپاک جذبات سے پاک رہیں گے

حکایت فاطمہ رضی اللہ عنہا:۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے آپ کے کسی بچہ کو مانگا تو آپ نے پردے کے پیچھے ہاتھ بڑھا کر دیا۔ (فتح القدیر) حالانکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص تھے اور عزیزوں کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتے تھے پھر بھی سیّدہ نے ان سے پردہ فرمایا اور سامنے نہ ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اور سیّدہ کے مبارک اور پاکیزہ عمل سے معلوم ہوا کہ روبرو ہونا فتنہ کا موجب ہو سکتا ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت اجنبی مرد عورتوں سے کوئی چیز وغیرہ لے سکتے ہیں

گفتگو بھی کرسکتے ہیں اور عورتوں کو بھی بوقت ضرورت ان سے گفتگو کرنے کی اجازت ہے مگر اس میں یہ شرط ہے فرمایا:۔

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ

ترجمہ:۔ غیروں سے نرم اور دلکش لہجہ میں بات نہ کرو ورنہ جس کے دل میں بیماری ہے۔ وہ تمہارا لالچ کرے گا۔

چونکہ عورت کی آواز میں قدرتی طور پر ایک نرمی اور نزاکت وحلاوت ہوتی ہے جو اثر کئے بغیر نہیں رہتی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو حکم دیدیا کہ غیر مردوں سے جب گفتگو کرو تو نرم و نازک اور شیریں لہجہ اختیار نہ کرو بلکہ اپنی آواز میں قدرے سختی اور روکھا پن پیدا کرو تاکہ کوئی بد باطن غلط فہمی کا شکار ہو کر تم سے کوئی امید وابستہ نہ کرے۔

اہلِ انصاف سے امید ہے کہ وہ ان چند سطور کو پڑھ کر پردہ کی اہمیت کو سمجھیں گے اور جان لیں گے کہ ہماری عزت و آبرو کا تحفظ اسلامی پردہ میں ہی ہے۔

پردہ کے بارے میں فقیر کی تصنیف ''اسلامی پردہ'' پڑھیے۔

ملفوظ فاطمہ رضی اللہ عنہا

حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ عورتیں بغیر کسی اشد ضرورت کے دوسری عورت کو ننگے بدن نہ دیکھا کریں اگر کوئی عورت کسی دوسری عورت کو ننگے بدن دیکھ لے تو اس کی ساخت اپنے شوہر کے آگے نہ بیان کرے۔

شانِ فاطمہ رضی اللہ عنہا

کان یوم القیامۃ نادیٰ منادٍ من وراء الحجاب یا اھل الجمع غضوا

ابصار کم حتی تمر فاطمة بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ومعها سبعون الف بلادية من حور العين كابرق اللد

(المستدرک حاکم ونزهة المجالس)

قیامت کے دن منادی ندا کرے گا لوگو! اپنی نگاہیں بند رکھو اس لئے کہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم گذرتی ہیں چنانچہ آپ ستر ہزار حوروں کے ساتھ بجلی کی برح گذر جائیں گی۔

علامہ اقبال مرحوم نے فرمایا ؎

اگر بندے ز درویشے پذیری — ہزار امت بمیرد تو نمیری

بتولی باش و پنہاں شو ازیں عصر — کہ در آغوش شبیری بگیری

ترجمہ :۔ اگر تم کسی درویش کو قبول کرو گے تو ہزار امت مرے گی لیکن تم نہ مرو گے فاطمہ ہو اور پردہ میں رہو اس دنیا میں پھر تمہاری بغل میں شبیر جیسے حاصل کرو یعنی بڑا انعام پاؤ۔

خاتمہ :۔

یہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اعزاز حاصل ہوا کہ آپ اولاد نسبی سے اولاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم منتخب ہوئیں اب اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی حقیقی سیّد کہلانے کی مستحق ہے اور من حیث السید آپ کی ہی اولاد واجب التعظیم ہے اسی لئے خاتمۃ الکتاب فقیر انہی سادات کرام کے فضائل و آداب عرض کرتا ہے۔

نوٹ :۔ جو بد مذہب ہو جائے یعنی اس کا ارتداد یقینی ثابت ہو تو وہ کسی بھی تعظیم و تکریم کے قابل نہیں بلکہ وہ واجب التحقیر ہے۔ اسکی تفصیل فقیر کا رسالہ "کیا بد مذہب سید نہیں"

کا مطالعہ کیجئے۔

فضائل سادات کرام

ا:۔حدیث شریف میں ہے کہ عن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم انشدکم اللّٰہ اھل بیتی ثلاثا قلنا لزید من اھل بیتہ قال آل علی و آل جعفر و آل عقیل و آل العباس وقال صلی اللّٰہ علیہ وسلم انی تارک فیکم ماان اخذتم بہ لم تضلوا کتاب اللّٰہ وعترتی اھل بیتی فانظروا کیف تخلفونی فیھما وقال صلی اللّٰہ علیہ وسلم معرفۃ آل محمدٍ صلی اللہ علیہ وسلم برآئۃ من النّار وحبّ آل محمدٍ جواز علی صراط والولایۃ لِآل محمدٍ صلی اللہ علیہ وسلم امان العذاب ."قال بعض العلماء معرفتھم ھی معرفۃ مکانھم من النّبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم واذ عرفھم بذالک عرف وجوب حقّھم وحرمتھم بسببھٖ (الشفا صفحہ ۳۷۔۳۸ جلد۲)

حضرت زید بن ارقم رضی اللّٰہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ کی قسم دیتا ہوں یہ تین بار فرمایا ہم نے حضرت زید رضی اللّٰہ عنہ سے پوچھا"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کون ہیں؟فرمایا"آلِ علی اور آل جعفر اور آل عقیل اور آل عباس رضی اللہ عنہم ۔"اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"میں تم میں وہ کچھ چھوڑ رہا ہوں کہ جب تک تم انہیں مضبوطی سے تھامے رہو گے گمراہ نہ

ہو گے وہ کتاب اللہ (قرآن مجید) اور میری عترت (اہل بیت) ہیں" تو غور کرو کہ تم ان دونوں سے میرے بعد کیا معاملہ کرتے ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"آلِ محمد کی پہچان نارِ جہنم سے آزادی کا موجب ہے اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پل صراط سے سلامت گذرنے میں آسانی کا باعث ہے۔ اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے دوستی رکھنا عذاب قبر سے بچنے کا ذریعہ ہے۔

فائدہ۔ حضرت امام قاضی عیاض مالکی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:۔

بعض علماء نے فرمایا کہ اہل بیت کی معرفت کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انہیں جو عزت و مرتبہ حاصل ہے اسے پہچان لیا تو اس کی وجہ سے اس نے ان کے حق اور ان کی حرمت کے واجب ہونے کو پہچان لیا۔" واضح رہے کہ عترت کے بہت معنیٰ ہیں، قوم، اقارب، نزدیکی لوگ، ایک دادا کی اولاد اور گھر والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیتی فرما کر عترت کی تفسیر فرمادی کہ یہاں عترت سے مراد اہل بیت ہے۔ قرآن کو پکڑنے سے مراد اس کے احکام پر عمل کرنا، عترت کو پکڑنے سے مراد ہے ان کا احترام کرنا ان کی باتوں پر اعتماد کرنا ان کے فرمانوں پر عمل کرنا، اور ان کے نقشِ قدم پر چلنا اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ اہل بیت خواہ ازواج پاک ہوں یا اولاد سب ہمیشہ ہدایت پر رہیں گے۔ کبھی گمراہ یا بے راہ نہ ہوں گے۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ اہل بیت کی اطاعت ان احکام میں ضروری ہے جو خلاف شرع نہ ہوں مگر حق یہ ہے کہ وہ حضرات نہ تو خلاف شرع کوئی کام کرتے ہیں نہ اس کا حکم دیتے ہیں۔

۲:۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

وانا اتاكم فيكم الثقلين اولهما كتاب الله فيه الهدیٰ والنور

فتخذوابكتاب الله واستمسكوا به فحث علیٰ كتاب الله ورغب فيه

ثم قال واهل بيتی اذكراكم الله من اتبعه كان علی الهدیٰ ومن تركهٗ

كان علی الضلالة (رواه مسلم)

یعنی میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑ رہا ہوں ان میں سے پہلی تو اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے (یعنی قرآن مجید میں عقائد و اعمال کی ہدایت ہے اور یہ دنیا میں دل کا نور ہے اور قیامت میں پل صراط کا نور) تم اللہ کی کتاب کو مضبوط پکڑو (قرآن کریم کو ایسی مضبوطی سے تھامو کہ زندگی اس کے سایہ میں گذرے، موت اس کے سائے میں آئے)

فائدہ:۔ خیال رہے کہ کتاب اللہ میں سنت رسول اللہ بھی داخل ہے کہ یہ کتاب اللہ کی شرح ہے سنت کے بغیر کتاب اللہ پر عمل ناممکن ہے اور فقہ بھی کتاب اللہ کی شرح ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب اللہ پر ابھارا۔ اس کی رغبت دی (یعنی قرآن مجید پر عمل نہ کرنے سے ڈرایا ہے عمل کرنے پر رغبت دی ثواب کا وعدہ فرمایا) پھر فرمایا "اور میرے اہل بیت مَیں تم کو اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ سے ڈراتا ہوں (یعنی میری ازواج جناب علی مرتضٰی وغیرہم ان سے محبت کرو)

۳:۔ ایک روایت میں ہے کہ کتاب اللہ (قرآن مجید) اللہ کی رسی ہے (جیسے کنویں میں گیا ہوا ڈول رسی سے وابستہ رہے تو پانی لے آتا ہے وہاں کیچڑ میں نہیں پھنستا لیکن اگر رسی سے کھل جائے تو وہاں کی دلدل میں پھنس جاتا ہے دنیا کنواں ہے جہاں نیک اعمال و ایمان کا پانی بھی ہے اور کفر و گناہوں کی دلدل بھی، ہم لوگ گویا ڈول ہیں اگر قرآن اور صاحب قرآن سے وابستہ رہے تو

یہاں سے کفر وعصیاں میں نہیں پھنسے گے۔خیال رہے کہ قرآن رسی ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم اوپر کھینچنے والے مالک ہیں رسی کا ایک سرا ڈول میں ہوتا ہے دوسرا سرا اوپر والے کے ہاتھ میں اگر اوپر والا ہاتھ نہ کھینچے تو رسی ڈول کو نہیں نکال سکتی) جس نے قرآن کی اتباع کی وہ ہدایت پر رہا جس نے اسے چھوڑ دیا وہ گمراہی پر ہوا۔

فائدہ:۔ اس حدیث مبارکہ میں "وانا تارک فیکم الثقلین" فرمایا گیا ثقلین ثقل سے بنا ہے بمعنی بوجھ جن وانس کو بھی ثقلین کہتے ہیں۔کہ زمین میں ان کا بڑا وزن ہے پھر فرمان الٰہی، احکام شرعیہ کو ثقل کہتے ہیں کہ ان پر عمل نفس پر بوجھ ہے۔ اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا چونکہ قرآن مجید پر عمل اور اہل بیت کی اطاعت نفس پر بھاری ہے لہٰذا انہیں ثقلین فرمایا گیا بعض شارحین نے فرمایا کہ ثقلین بمعنی زینت کی چیزیں ہیں جن وانس کو ثقلین اس لئے فرمایا گیا ہے کہ ان سے زمین کی زینت ہے سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَیُّهَ الثَّقَلٰنِ محشر میں انہیں کا حساب وکتاب ہے چونکہ ایمان کی زینت دین کی رونق، قرآن مجید اور اہل بیت اطہار سے ہے اس لئے انہیں ثقلین فرمایا (مرقات) یعنی دو بھاری بھرکم چیزیں یا نفیس ترین چیزیں جو متاع ایمان میں سب سے زیادہ قیمتی ہیں۔(مرقات شرح مشکوٰۃ)

۴:۔روایت میں ہے۔عن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْكُمْ مَا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ اَحَدُهُمَا اَعْظَمُ مِنَ الْاٰخَرِ كِتَابُ اللّٰهِ حَبْلٌ مَمْدُوْدٌ مِنَ السَّمَاءِ اِلَی الْاَرْضِ وَعِتْرَتِیْ اَهْلُ بَیْتِیْ وَلَنْ یَتَفَرَّقَا حَتّٰی تَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوْا كَیْفَ تَخْلُفُوْنِیْ فِیْهِمَا۔ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ)

''حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''میں تم میں وہ کچھ چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم اسے مضبوطی سے تھامے رہو تو میرے بعد گمراہ نہ ہوگے۔ ان میں ایک دوسری سے بڑی ہے۔ (یعنی قرآن اہل بیت سے بڑا ہے اور عظمت والا ہے) اَحَدُهُمَا سے مراد قرآن کریم ہے اور آخر سے مراد اہل بیت ہیں۔ (مرقات)

اللہ کی کتاب جو آسمان سے زمین تک دراز رسی ہے (جیسے اوپر سے لٹکی ہوئی رسی ترقی کا ذریعہ بھی ہوتی ہے اور تنزل کا ذریعہ بھی کہ اس سے اوپر کو چڑھا جاتا ہے اسی سے اُترا جاتا ہے ایسے ہی قرآن کریم کے ذریعے اس پر عمل کر کے ترقی ہوگی۔ قرآن کو چھوڑ کر تنزل) قرآن کریم اللہ کی امان ہے جس نے اسے پکڑ لیا اللہ کی امان میں (آگیا) اور میری عترت میرے اہل بیت یہ دونوں جُدا نہ ہوں گے حتیٰ کہ میرے پاس حوض (کوثر) پر آجاویں (اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ قرآن اور اہل بیت آپس میں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے، اہل بیت ہمیشہ قرآن وحدیث پر عامل رہیں گے۔ قرآن ان کے دل ودماغ اور عمل میں رہے گا دوسرے یہ کہ قرآن اور اہل بیت کبھی مجھ سے جدا نہ ہوں گے حتیٰ کہ یہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پر پہنچ جائیں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالی میں ان کی سفارش کریں گے۔ جنہوں نے ان دونوں کا حق ادا کیا ہوگا) تو غور کرو تم ان دونوں سے میرے بعد کیسا معاملہ کرتے ہو۔

فوائد از احادیث مذکورہ

☆..... اہل بیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے لئے دنیا میں کشتی نوح علیہ السلام کی مانند ہیں، اہل بیت کی محبت، ان کی اطاعت واتباع ذریعہ نجات ہے۔

☆......اہل بیت سے محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی علامت اور دلیل ہے۔

☆......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں، ازواج مطہرات، اولاد پاک کی محبت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا زینہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت کا ذریعہ ہے۔

☆......اہل بیت اطہار سے محبت رکھنے والوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں مقبولیت حاصل ہوتی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے راضی اور خوش ہوتے ہیں۔

☆......اہل بیت اطہار کی محبت کا تقاضا ہے کہ تمام صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھی جائے جو صحابہ کرام سے محبت نہیں رکھتا وہ اہل بیت اطہار کا بھی مخالف اور باغی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کا بھی باغی اور مخالف ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کا مخالف و باغی مردود اور جہنمی ہے۔

☆......اہل بیت کی محبت کا تقاضا ہے کہ ان کے مقام کی معرفت حاصل کی جائے ان کی کماحقہ تعظیم وتکریم کی جائے ان کے نقشِ قدم کی پیروی کی جائے۔

☆......آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت (پہچان) نار جہنم سے آزادی کا موجب اور پل صراط سے سلامت گذرنے میں آسانی کا باعث ہے ان کی دوستی عذاب سے بچنے کا ذریعہ ہے۔

☆......اہل بیت کی محبت کا مطلب یہ ہے کہ ان پر اعتماد کیا جائے ان کے فرمان کی تعمیل کی جائے۔

☆......اہل بیت کی اطاعت بھی انہی احکام میں ہے، جو خلاف شرع نہ ہوں۔

☆......اہل بیت اور قرآن لازم وملزوم ہیں اہل بیت اطہار کے عقائد واعمال قرآن وحدیث کے خلاف نہیں ہوسکتے۔ یہ پاکباز ہیں مُلحد بے دین اور گمراہ نہیں ہوسکتے اسی لئے فرمایا گیا کہ تم قرآن اور اہل بیت کو مضبوطی سے تھامے رہو گے تو گمراہ نہ ہو گے۔

☆......اہل بیت کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا لازم ہے کہ کہیں ان کی بے ادبی، گستاخی یا ان کی توہین وتنقیص نہ ہونے پائے۔

☆......ایمان کی زینت، دین کی رونق، قرآن مجید اور اہل بیت اطہار سے ہے یہ دونوں ایسی بھاری بھرکم یا نفیس ترین چیزیں ہیں جو متاع ایمان میں سب سے زیادہ قیمتی ہیں۔

☆......قرآن واہل بیت میدانِ حشر میں حوض کوثر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں اپنے محبین اور متبعین کی سفارش کریں گے اور ان کی سفارش مقبول ہوگی۔

اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ اپنے حبیب لبیب سرکار دوعالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ہمیں اپنے محبوب قرآن مجید اور اہل بیت اطہار کی سچی محبت عطا فرمائے اور ان کے حقوق ادا کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

واضح رہے کہ اہل بیت کی محبت کا دعوٰی کرنے والے جاہل پیر، فقیر اور ان کے حواری جو خلافِ شریعت ہیں بھنگ گھوٹ رہے ہیں اور گاتے جاتے ہیں ''گھٹے بھنگ تو چڑھے رنگ، یا علی مدد پنجتن پاک کی جے'' یا چرس پی رہے ہیں اور کہتے جاتے ہیں ''لگا سوٹا لئے عرش دا جھوٹا'' وغیرہ وغیرہ یہ محبت اہل بیت نہیں عداوت اہل بیت ہے۔ اہل

بیت نے کبھی نماز چھوڑی نہیں انہوں نے کبھی پڑھی نہیں، اہل بیت اطہار دین اسلام کی زینت ہیں اور یہ جھوٹے مدعیان محبت اہل بیت دین اسلام کے لئے باعث ننگ وعار ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک

وصیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل بیت سے پیش آنے کے متعلق میری وصیت سن لو کیونکہ قیامت میں، میں ان کی طرف سے تم سے جھگڑوں گا اور جس سے جھگڑا کروں گا اسے اللہ تعالیٰ مغلوب فرمائے گا اور جسے اللہ تعالیٰ مغلوب فرمائے گا اسے جہنم میں داخل فرمادے گا۔ حدیث صحیح میں ہے جیسا کہ بہت سے اہل سنن نے بیان کیا۔

ابولہب کی بیٹی :

جب ابولہب کی بیٹی ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائیں تو انہیں کہا گیا کہ تمہاری ہجرت تمہیں بے نیاز نہیں کرے گی، تم تو جہنم کے ایندھن کی بیٹی ہو! انہوں نے یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی تو آپ سخت ناراض ہوئے اور برسرِ منبر فرمایا: ان لوگوں کا کیا حال ہے جو مجھے میرے نسب اور رشتہ داروں کے بارے میں اذیت دیتے ہیں۔ خبردار! جس نے میرے نسب اور رشتہ داروں کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی۔"

اعدائے اہل بیت :

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے بنو عبدالمطلب! میں نے تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کی دعا کی ہے:

ا:۔تم میں جو دین پر قائم ہے اسے ثابت قدمی عطا فرمائے۔

۲:۔تمہارے بے علم کو علم عطا فرمائے۔۳:۔تمہارے بے راہ کو ہدایت عطا فرمائے۔

اگر کوئی شخص بیت اللہ شریف کے ایک کونے اور مقامِ ابراہیم کے درمیان چلا جائے اور نماز پڑھے اور روزے رکھے پھر وہ اہل بیت کی دشمنی پر مر جائے تو وہ جہنم میں جائے گا۔ (طبرانی وحاکم)

بغض کی سزا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:۔

"بنو ہاشم اور انصار کا بغض کفر ہے اور عرب کا بغض منافقت" (طبرانی)

آل رسول کا دشمن ولد الحرام:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ روای ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"جو شخص میری عترت طیبہ اور انصار کو نہیں پہچانتا (یعنی تعظیم نہیں کرتا) تو اس کی تین میں سے کوئی ایک وجہ ہوگی، یا تو وہ منافق ہے، یا ولد الزنا ہے یا جب اس کی ماں اس سے حاملہ ہوئی ہوگی تو وہ پاک نہیں ہوگی۔" (ابن عدی والبیھقی فی شعب الایمان)

بغض اہل بیت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں وہ فرماتے ہیں:۔

"ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا میں نے آپ کو فرماتے سنا

کہ اے لوگو! جو شخص ہم اہل بیت کو مبغوض رکھے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے

یہودی بنا کر اٹھائے گا۔" (طبرانی فی الاوسط)

بغض والا :

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ "ہم اہلِ بیت کو کوئی شخص مبغوض نہیں رکھے گا مگر اللہ تعالیٰ

اسے جہنم میں داخل فرمائے گا۔" (یہ حدیث امام حاکم نے روایت کی اور اسے شرطِ شیخین

پر صحیح قرار دیا)

حاسد :

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا:۔ "دیکھنا ہمارے بغض سے اجتناب کرنا کیونکہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم سے بغض یا حسد کرے گا اسے

قیامت کے دن حوض کوثر سے آگ کے چابکوں سے دور کیا جائے گا۔ (طبرانی)

ملعون :

حدیث شریف میں ہے امام احمد نے مرفوعاً (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم کا ارشاد) روایت کیا:۔

"جو شخص اہلِ بیت سے بغض رکھے وہ منافق ہے۔"

☆......سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"جس شخص نے میرے اہل بیت پر ظلم کیا اور مجھے میری عترتِ پاک کے بارے میں

اذیت دی، اس پر جنت حرام کر دی گئی۔"

☆......امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

''میں نے سات قسم کے لوگوں پر لعنت کی ہے اور ہر نبی کی دعا مقبول ہوتی ہے، ان میں سے آپ نے اس شخص کو شمار کیا جو آپ کی اولاد کے ساتھ وہ معاملہ جائز سمجھتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔''

حکایات:

ذیل میں چند وہ حکایات عرض کردوں جن بزرگوں نے آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نیک سلوک اوران کی تعظیم وتکریم کی:۔

فاروق اعظم اور امام حسین رضی اللہ عنہما:

یحیٰی ابن سعید انصاری، عبید بن حنین سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا وہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے میں منبر پر چڑھا اور کہا میرے باپ کے منبر سے اتریے اور اپنے باپ کے منبر پر جایئے حضرت عمر نے فرمایا میرے باپ کا منبر نہیں تھا اور مجھے پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا، میں اپنے سامنے رکھی ہوئی کنکریوں سے کھیلتا رہا، جب آپ منبر سے اترے تو مجھے اپنے گھر لے گئے پھر مجھے فرمایا کتنا اچھا ہو اگر آپ گاہے گاہے تشریف لائیں۔ فرماتے ہیں ایک دن میں ان کے پاس گیا آپ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے تنہائی میں مصروف گفتگو تھے اور عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ دروازے پر کھڑے تھے ابن عمر واپس ہوئے تو میں بھی ان کے ساتھ واپس آ گیا۔ بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا

کیا بات ہے میں نے آپ کو نہیں دیکھا، میں نے کہا امیر المومنین! میں میں آیا تھا آپ حضرت معاویہ سے گفتگو فرما رہے تھے تو میں ابن عمر کے ساتھ واپس آ گیا ،انہوں نے فرمایا:۔

''آپ ابن عمر سے زیادہ حقدار ہیں ہمارے سروں کے بال اللہ تعالیٰ نے آپ کی برکت سے اگائے ہیں۔ (الا صابہ لابن حجر عسقلانی)

عمر بن عبدالعزیز اور سیدزادہ:۔

عمر قواریری فرماتے ہیں کہ ہمیں یحیٰ بن سعید نے سعید بن ابان قرشی سے روایت کی کہ حضرت عبداللہ بن حسن بن حسن، حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس گئے وہ نو عمر تھے ان کی بڑی بڑی زلفیں تھیں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے انہیں اونچی جگہ بٹھایا، ان کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کی ضرورتیں پوری کیں پھر ان کے جسم کے ایک بل کو اونچا کر کے فرمایا کہ ان کی اللہ تعالیٰ نے عزت کی اور فرمایا شفاعت کرنے کے لئے اسے یاد رکھنا، جب وہ تشریف لے گئے تو ان کی قوم نے انہیں ملامت کی اور کہا آپ نے ایک نوعمر بچے کے ساتھ ایسا سلوک کیا انہوں نے فرمایا:۔ مجھے معتبر آدمی نے بیان کیا گویا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ اقدس سے سن رہا ہوں، آپ نے فرمایا:۔

''فاطمہ میری لختِ جگر ہیں ان کی خوشی کا سبب میری خوشی کا باعث ہے۔''

اور میں جانتا ہوں کہ اگر حضرت فاطمۃ الزہرا تشریف فرما ہوتیں تو میں نے جو کچھ ان کے بیٹے سے کیا ہے اس سے خوش ہوتیں لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے جو ان کے پیٹ

کی چٹکی لی ہے اور جو پچھ آپ نے کہا ہے اس کا کیا مطلب ہے۔ فرمایا" بنو ہاشم کا ہر فرد شفاعت کرے گا، مجھے توقع ہے کہ مجھے ان کی شفاعت حاصل ہو گی۔"

انہی حضرت عبداللہ بن حسن بن حسن رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ میں کسی کام سے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دروازے پر گیا انہوں نے فرمایا جب آپ کو مجھ سے کوئی کام ہو تو پیغام بھیج دیا کریں یا تحریر فرمادیا کریں مجھے اللہ تعالیٰ سے حیا آتی ہے کہ میں آپ کو اپنے دروازے پر دیکھوں۔

امام مالک :۔ جب جعفر بن سلیمان نے امام مالک کو کوڑے لگوائے اور جو سزا دینا تھی دی اور انہیں بے ہوشی کی حالت میں اٹھا کر لے جایا گیا لوگ آپ کے پاس آئے جب افاقہ ہوا تو فرمایا: میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے مارنے والے کو معاف کر دیا ہے۔ بعد میں اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا:۔" مجھے خوف ہے کہ مرنے کے بعد بارگاہِ رسالت میں حاضری ہو گی تو مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حیا آئے گی کہ میری وجہ سے آپ کی آل کا ایک فرد جہنم میں جائے۔" کہتے ہیں کہ خلیفہ منصور نے آپ سے کہا کہ میں جعفر سے آپ کا بدلہ دلواتا ہوں تو امام نے فرمایا خدا کی پناہ! ایسا نہیں ہو سکتا بخدا جب چابک میرے جسم سے اٹھتا تھا تو میں انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کی بنا پر معاف کر دیتا تھا۔

ہر سال حج :۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی اپنی تصنیف " مسامرات الاخیار" میں اپنی سند متصل سے حضرت عبداللہ ابن مبارک سے روایت کرتے ہیں کہ بعض متقدمین کو حج کی بڑی آرزو تھی انہوں نے فرمایا:۔

" مجھے ایک سال بتایا گیا کہ حجاج کا ایک قافلہ بغداد شریف میں آیا ہے میں نے ان

کے ساتھ حج کے لئے جانے کا ارادہ کیا، اپنی آستین میں پانچ سو دینار ڈالے اور بازار کی طرف نکلا تا کہ حج کی ضروریات خرید لاؤں میں ایک راستے پر جا رہا تھا کہ ایک عورت میرے سامنے آئی، اس نے کہا اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے میں سیدزادی ہوں میری بچیوں کے تن ڈھانپنے کے لئے کپڑا نہیں ہے اور آج چوتھا دن ہے کہ ہم نے کچھ نہیں کھایا، اس کی گفتگو میرے دل میں اتر گئی میں نے وہ پانچ سو دینار اس کے دامن میں ڈال دیئے اور انہیں کہا آپ اپنے گھر جائیں اور ان دیناروں سے اپنی ضروریات پوری کریں، میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور واپس آ گیا اللہ تعالیٰ نے اس بار حج پر جانے کا شوق میرے دل سے نکال دیا۔ دوسرے لوگ چلے گئے، حج کیا اور واپس لوٹ آئے میں نے سوچا کہ دوستوں سے ملاقات کر آؤں اور انہیں سلام کر آؤں چنانچہ میں گیا جس دوست سے ملتا اسے سلام کہتا اور کہتا اللہ تعالیٰ تمہارا حج قبول فرمائے اور تمہاری کوشش کی جزائے خیر عطا فرمائے تو وہ مجھے کہتا کہ اللہ تعالیٰ تمہارا حج بھی قبول فرمائے۔ کئی دوستوں نے اسی طرح کہا رات کو سویا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی آپ نے فرمایا لوگ تمہیں حج کی جو مبارک باد دے رہے ہیں اس پر تعجب نہ کر تم نے ایک کمزور اور ضرورت مند کی امداد کی تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، اللہ تعالیٰ نے ہو بہو تجھ جیسا فرشتہ پیدا فرمایا جو ہر سال تمہاری طرف سے حج کرے گا اب اگر چاہو تو حج کرو اور اگر چاہو تو حج نہ کرو۔"

تیمور لنگ:۔ شیخ زین الدین عبدالرحمٰن خلال بغدادی فرماتے ہیں کہ مجھے تیمور لنگ کے ایک امیر نے بتایا کہ جب تیمور لنگ مرضِ موت میں مبتلا ہوا تو ایک دن اس پر سخت اضطراب طاری ہوا منہ سیاہ ہو گیا اور رنگ بدل گیا، جب افاقہ ہوا تو لوگوں

نے اسے صورت بیان کی تو اس نے کہا میرے پاس عذاب کے فرشتے آئے تھے اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا! ''اسے چھوڑ دو کیونکہ میری اولاد سے محبت رکھتا تھا اور ان کی خدمت کرتا تھا چنانچہ وہ چلے گئے۔''

ایضاً:۔ شمس الدین محمد بن حسن خالدی فرماتے ہیں ہمارے ایک ساتھی نے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور آپ کے پاس تیمور لنگ کو دیکھا اس ساتھی نے کہا اے دشمنِ خدا! تم یہاں پہنچ گئے ہو؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ ''اے محمد! اس کا سبب یہ ہے کہ میری اولاد سے محبت رکھتا تھا۔''

بخشا گیا:۔ علامہ ابن حجر مکی ہیتمی تقی الدین فارسی سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بعض ائمہ سے روایت کی کہ وہ سادات کرام کی بہت تعظیم کیا کرتے تھے ان سے اس کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:۔ سادات میں ایک شخص تھا جسے مُطیر کہا جاتا تھا وہ اکثر لہو ولعب میں مصروف رہتا تھا جب وہ فوت ہوا تو اس وقت کے عالم نے اس کا جنازہ پڑھنے میں توقف کیا تو انہوں نے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی آپ کے ہمراہ حضرت فاطمۃ الزہرا تھیں۔ انہوں نے اس عالم سے اعراض کیا، جب اس نے درخواست کی کہ مجھ پر نظر رحمت فرمائیں تو حضرتِ خاتونِ جنت اس کی طرف متوجہ ہوئیں، اس پر عتاب فرمایا اور ارشاد فرمایا:۔

''کیا ہمارا مقام مطیر کے لئے کفایت نہیں کر سکتا؟

عجلان رہائی:۔

علامہ مقریزی فرماتے ہیں مجھے قاضی القضاۃ عزالدین عبدالعزیز بکری بغدادی حنبلی نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مسجد نبوی میں موجود ہوں، کیا

دیکھتا ہوں کہ قبر مقدس کھلی اور اس میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور تشریف فرما ہوئے آپ نے اسی طرح کفن زیب تن فرمایا ہوا تھا مجھے دستِ اقدس سے قریب آنے کا اشارہ کیا میں اٹھا اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا مجھے فرمایا مؤید کو کہو کہ عجلان کو رہا کر دے۔

میں بیدار ہوا اور حسب معمول سلطان مؤید کی مجلس میں پہنچ گیا اور متعدد بار قسم کھا کر اسے بتایا کہ میں نے کبھی عجلان کو نہیں دیکھا اور نہ ہی میری اس سے شناسائی ہے اس کے بعد میں نے واقعہ بیان کیا، بادشاہ چپ رہا، میں بھی بیٹھا رہا یہاں تک کہ مجلس برخاست ہوگئی، بادشاہ اپنی مجلس سے اٹھا اور قلعہ کے تہ خانے میں گیا اور اتنی دور جا کر ٹھہر گیا جتنی دور زور سے پھینکا ہوا تیر جا کر گرتا ہے، پھر امیرِ مدینہ سید عجلان حسینی کو قید خانے سے بلایا اور رہا کر دیا۔

سرواح کی بینائی :-

علامہ مقریزی نے کہا سید سرواح ابن مقبل حسنی نے اپنے باپ مقبل کو ۸۲۵ھ میں گرفتار کیا جو کہ ینبع کے امیر تھے ان کی جگہ ان کے بھتیجے کو امیر مقرر کر دیا گیا مقبل کو گرفتار کر کے اسکندریہ لے جایا گیا وہیں قید میں ان کا وصال ہوا، اتفاق کی بات ہے کہ ان کے اسی بیٹے سرواح کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا دی گئیں حتیٰ کہ ان کی آنکھوں کے ڈھیلے بہ گئے اور دماغ متورم اور متعفن ہو گیا وہ ایک مدت تک قاہرہ کے باہر رہے اس وقت وہ نابینا ہی تھے، پھر وہ مدینہ طیبہ گئے اور اپنے جدّ امجد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزارِ مبارک کے سامنے حاضر ہو کر اپنی تکلیف کی شکایت کی، روئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی، واپس آ کر رات کو سوئے تو خواب میں نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمالِ جاں افروز سے مشرف ہوئے، آپ نے اپنا دستِ اقدس ان کی آنکھوں میں پھیرا، بیدار ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی لوٹا دی تھی۔ یہ خبر اہلِ مدینہ میں مشہور ہوگئی۔ ایک عرصہ تک ان کے پاس رہے پھر قاہرہ واپس چلے آئے۔

بادشاہ ملک اشرف برسباری کو ان کی آمد کی اطلاع ملی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ بینا ہیں، بادشاہ نے انہیں گرفتار کرلیا اور قبیلہ مزینہ کے ان دو افراد کو طلب کیا جنہوں نے سرواح کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیری تھیں اور ان دونوں کو بری طرح مارا، انہوں نے بادشاہ کے سامنے تسلی بخش گواہ پیش کیے جنہوں نے گواہی دی کہ ہمارے سامنے سلائی گرم کی گئی اور ہمارے دیکھنے کی بات ہے کہ سرواح کی آنکھوں میں پھیر دی گئی۔ یہاں تک کہ ان کی آنکھوں کے ڈھیلے بہ نکلے تو بادشاہ نے انہیں چھوڑ دیا۔ اسی طرح اہلِ مدینہ نے بتایا کہ ہم نے سرداح کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کے دونوں ڈھیلے غائب تھے پھر ایک صبح دیکھا کہ وہ اچھے بھلے بینا تھے اور سرداح نے انہیں اپنے خواب کا واقعہ بیان کیا تھا بادشاہ نے سرداح کو رہا کردیا ۸۳۳ھ کی طاعون میں ان کا وصال ہوا۔ رحمۃ اللہ علیہ ورضی اللہ عنہ

سید کی سند :۔

شیخ عددی نے اپنی کتاب مشارق الانوار میں ابن جوزی کی تصنیف ملتفظ سے نقل کیا کہ بلخ میں ایک علوی قیام پذیر تھا اس کی ایک زوجہ اور چند بیٹیاں تھیں قضا الٰہی سے وہ شخص فوت ہوگیا، ان کی بیوی کہتی ہیں کہ میں شماتتِ اعداء کے خوف سے سمرقند چلی گئی میں وہاں سخت سردی میں پہنچی میں نے اپنی بیٹیوں کو مسجد میں داخل کیا اور خود خوراک

کی تلاش میں چل دی، میں نے دیکھا کہ لوگ ایک شخص کے گرد جمع ہیں میں نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے کہا رئیس شہر ہے، میں اس کے پاس پہنچی اور اپنا حال زار بیان کیا اس نے کہا اپنے علوی ہونے پر گواہ پیش کرو، اس نے میری طرف کوئی توجہ نہیں دی، میں واپس مسجد کی طرف چل دی میں نے راستے میں ایک بوڑھا بلند جگہ بیٹھا ہوا دیکھا جس کے گرد کچھ لوگ جمع تھے میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ محافظِ شہر ہے اور مجوسی ہے، میں نے سوچا ممکن ہے اس سے کچھ فائدہ حاصل ہو جائے چنانچہ میں اس کے پاس پہنچی، اپنی سرگزشت بیان کی اور رئیسِ شہر کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا تھا بیان کیا اور اسے یہ بھی بتایا کہ میری بچیاں مسجد میں ہیں اور ان کے کھانے پینے کے لئے کوئی چیز نہیں ہے۔ اس نے اپنے خادم کو بلایا اور کہا اپنی آقا (یعنی میری بیوی) کو کہہ کہ وہ کپڑے پہن کر تیار ہو کر آئے، چنانچہ وہ آئی اور اس کے ساتھ چند کنیزیں بھی تھیں بوڑھے نے اسے کہا اس عورت کے ساتھ فلاں مسجد میں جا کر اس کی بیٹیوں کو اپنے گھر لے آ، وہ میرے ساتھ گئی اور بچیوں کو اپنے گھر لے آئی، شیخ نے اپنے گھر میں ہمارے لئے الگ رہائش گاہ کا انتظام کیا، ہمیں بہترین کپڑے پہنائے ہمارے غسل کا انتظام کیا اور ہمیں طرح طرح کے کھانے کھلائے۔

آدھی رات کے قریب رئیسِ شہر نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہو گئی ہے اور لواء الحمد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سرانور پر لہرا رہا ہے، آپ نے اس رئیس سے اعراض فرمایا، اس نے عرض کیا حضور آپ مجھ سے اعراض فرما رہے ہیں حالانکہ میں مسلمان ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے مسلمان ہونے پر گواہ پیش کرو، وہ شخص حیرت زدہ رہ گیا، رسول اللہ صلی صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: تو نے اس علوی عورت کو جو کچھ کہا تھا اسے بھول گیا؟ یہ محل اس شیخ کا ہے جس کے گھر میں اس وقت وہ عورت ہے رئیس بیدار ہوا تو رو رہا تھا اور اپنے منہ پر طمانچے مار رہا تھا، اس نے اپنے غلاموں کو اس عورت کی تلاش میں بھیجا اور خود بھی تلاش میں نکلا اسے بتایا گیا کہ وہ عورت مجوسی کے گھر میں قیام پذیر ہے، یہ رئیس اس مجوسی کے پاس گیا اور کہا وہ علوی عورت کہاں ہے؟ اس نے کہا میرے گھر میں ہے ، رئیس نے کہا اسے میرے ہاں بھیج دو، شیخ نے کہا یہ نہیں ہو سکتا، رئیس نے کہا مجھ سے یہ ہزار دینار لے لو اور اسے میرے ہاں بھیج دو شیخ نے کہا بخدا! ایسا نہیں ہو سکتا اگرچہ تم لاکھ دینار بھی دو، جب رئیس نے زیادہ اصرار کیا تو شیخ نے اسے کہا جو خواب تم نے دیکھا ہے میں بھی دیکھا ہے اور جو محل تم نے دیکھا ہے وہ واقعی میرا ہے تم اس لئے مجھ پر فخر کر رہے ہو کہ تم مسلمان ہو، بخدا وہ علوی خاتون جیسے ہی ہمارے گھر میں تشریف لائیں تو ہم سب ان کے ہاتھ پر مسلمان ہو چکے ہیں اور ان کی برکتیں ہمیں حاصل ہو چکی ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تو آپ نے مجھے فرمایا: چونکہ تم نے اس علوی خاتون کی تعظیم و تکریم کی ہے اس لئے یہ محل تمہارے لئے اور تمہارے گھر والوں کے لئے ہے اور تم جنتی ہو۔

سید کی شان:

سیدی عبد الوھاب شعرانی فرماتے ہیں سید شریف نے حضرت خطاب رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں بیان کیا کہ کاشف البحیرہ نے ایک سید کو مارا تو اسے اسی رات خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حال میں زیارت ہوئی کہ آپ اس سے اعراض فرما رہے ہیں، اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا گناہ کیا ہے؟

فرمایا: تو مجھے مارتا ہے حالانکہ میں قیامت کے دن تیرا شفیع ہوں، اس نے عرض کیا یارسول اللہ مجھے یاد نہیں کہ میں نے آپ کو مارا ہو، آپ نے فرمایا کیا تو نے میری اولاد کو نہیں مارا؟ اس نے عرض کیا ہاں، فرمایا: تیری ضرب میری ہی کلائی پر لگی ہے پھر آپ نے اپنی کلائی نکال کر دکھائی جس پر ورم تھا جیسے کہ شہد کی مکھی نے ڈنگ مارا ہو ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

سید اونچا ھے :۔

علامہ مقریزی فرماتے ہیں مجھے رئیس شمس الدین محمد بن عبداللہ عمری نے بیان کیا کہ میں ایک دن قاضی جمال الدین محمود عجمی کی خدمت میں حاضر ہوا جو قاہرہ کے محتسب (گورنر) تھے وہ اپنے نائبوں اور خادموں کے ہمراہ سید عبدالرحمٰن طباطی مؤذن کے گھر تشریف لے گئے ان سے اجازت طلب کی وہ اپنے گھر سے باہر آئے تو انہیں محتسب کے ان کے ہاں آنے پر حیرت ہوئی وہ انہیں اندر لے گئے ہم بھی ان کے ساتھ اندر چلے گئے اور سید عبدالرحمٰن کے سامنے اپنے اپنے مرتبے پر بیٹھ گئے

جب اطمینان سے بیٹھ گئے تو قاضی جمال الدین نے کہا حضرت مجھے معاف کر دیجئے انہوں نے پوچھا جناب کیوں معاف کر دوں؟ انہوں نے کہا کل رات میں قلعہ پر گیا اور بادشاہ یعنی ملک ظاہر برقوق کے سامنے بیٹھا تو آپ تشریف لائے اور مجھ سے بلند جگہ بیٹھ گئے، میں نے اپنے دل میں کہا یہ بادشاہ کی مجلس میں مجھ سے اونچے کیوں بیٹھے ہیں؟ رات کو میں سویا تو مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی آپ نے مجھے فرمایا: محمود! تو اس بات سے عار محسوس کرتا ہے کہ میری اولاد سے نیچے بیٹھے؟ یہ سن کر عبدالرحمٰن رو پڑے اور کہا جناب میں کون ہوں کہ نبی کریم صلی صلی اللہ علیہ

وسلم مجھے یاد فرمائیں، یہ سنناتھا کہ تمام حاضرین کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ سب نے سید صاحب سے دعا کی درخواست کی اور واپس آ گئے۔

سیدی محمد فاسی فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کے بعض حسنی سادات کو ناپسند رکھتا تھا کیونکہ بظاہر ان کے افعال سنت کے مخالف تھے، خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام لیکر فرمایا اے فلاں! کیا بات ہے میں دیکھتا ہوں کہ تم میری اولاد سے بغض رکھتے ہو میں نے عرض کیا خدا کی پناہ! یا رسول اللہ! میں تو ان کے خلافِ سنت افعال کو ناپسند رکھتا ہوں فرمایا کیا یہ فقہی مسئلہ نہیں ہے کہ نافرمان اولاد نسب سے ملحق ہوتی ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! فرمایا: یہ نافرمان اولاد ہے، جب میں بیدار ہوا تو ان میں سے جس سے بھی ملتا اس کی بے حد تعظیم کرتا۔

سید بنا یا نہیں جاتا :۔

علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں کہ عراق کا ایک امیر سادات سے شدید محبت رکھتا تھا اور ان کی انتہائی تعظیم وتکریم کرتا تھا، اس کی مجلس میں جب کوئی سید موجود ہوتا تو انہیں سب سے آگے بٹھاتا اگرچہ وہاں ان سے زیاہ مالدار اور بڑے مرتبے والا دنیادار موجود ہوتا ایک دفعہ ایک سید اس امیر کی مجلس میں آئے اس وقت وہاں ایک بہت بڑا عالم موجود تھا، سید صاحب کو بیٹھنے کے لئے جو جگہ ملی وہ اس عالم سے اونچی تھی وہ اس جگہ بیٹھ گئے وہ اس کے مستحق بھی تھے اور جانتے تھے کہ امیر اس سے راضی ہوگا اس سے عالم کے چہرے پر ناگواری کے آثار ظاہر ہوئے اور اس نے نامناسب گفتگو شروع کر دی۔ امیر نے اس کی بات پر توجہ نہ دی اور دوسری بات شروع کر دی۔ کچھ دیر بعد جب معاملہ بھول گیا تو امیر نے اس عالم کے بیٹے کے متعلق پوچھا جو تحصیل علم میں

مصروف تھا اس عالم نے کہا وہ متون یاد کرتا ہے اسباق پڑھتا ہے اس نے یہ پڑھا ہے وہ پڑھا ہے، اس کا ایک سبق صبح کے وقت مقرر ہے ایک سبق دوسرے وقت معین ہے ،اسی طرح اسؓ کے دیگر حالات بیان کرتا رہا، امیر نے کہا کیا تو نے اس کے لئے ایسا نسب بھی مہیا کیا ہے اور اسے ایسی شرافت بھی سکھائی ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ہو جائے، عالم اپنی حرکت فراموش کر چکا تھا اس نے کہا یہ فضیلت فراہم کرنے اور سکھانے سے حاصل نہیں ہو سکتی، یہ تو اللہ تعالٰی کی عنایت ہے اس میں کسب کو دخل نہیں ہے امیر نے بڑے زور سے کہا خبیث! جب تجھے یہ بات معلوم ہے تو تو نے سید صاحب کے اونچی جگہ بیٹھنے کو کیوں ناگوار محسوس کیا، بخدا! آئندہ تم میری مجلس میں نہیں آؤ گے پھر حکم دیا اور اسے وہاں سے نکلوا دیا۔

بغدا کے حاکم ابراہیم بن اسحٰق نے ایک رات خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور حضور نے اس سے فرمایا "قاتل کو رہا کر دو" یہ سن کر حاکمِ بغداد کانپتا ہوا اٹھا اور ماتحت عملہ سے پوچھا کہ ایسا کوئی مجرم بھی ہے جو قاتل ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ہاں ایک ایسا شخص بھی ہے جس پر الزامِ قتل ہے حاکم بغداد نے کہا اسے میرے سامنے لاؤ چنانچہ اسے لایا گیا، حاکم بغداد نے پوچھا سچ سچ بتا واقعہ کیا ہے؟ اس نے کہا سچ کہوں گا جھوٹ ہرگز نہ بولوں گا بات یہ ہوئی کہ ہم چند آدمی مل کر عیاشی و بدمعاشی کیا کرتے تھے۔

ایک بوڑھی عورت کو ہم نے مقرر کر رکھا تھا جو ہر رات کسی بہانے سے کوئی نہ کوئی عورت لے آتی تھی ایک رات وہ ایک ایسی عورت کو لائی جس نے میری دنیا میں انقلاب برپا کر دیا بات یہ ہوئی کہ وہ نو وارد عورت جب ہمارے سامنے آئی تو چیخ مار کر

بے ہوش ہو کر گر گئی میں نے اسے اٹھا کر ایک دوسرے کمرے میں لا کر اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی اور جب وہ ہوش میں آ گئی تو اس سے چیخنے اور بے ہوش ہونے کی وجہ پوچھی وہ بولی اے نوجوان! میرے حق میں اللہ سے ڈر پھر کہتی ہوں کہ اللہ سے ڈر! یہ بڑھیا تو مجھے بہانے ہی بہانے سے اس جگہ لے آئی ہے دیکھ:۔ ''میں ایک شریف عورت ہوں اور سیدہ ہوں میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میری ماں فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا ہے خبردار اس نسبت کا لحاظ رکھنا اور میری طرف بدنگاہی سے نہ دیکھنا۔'' میں نے جب اس پاک عورت سے جو سیدہ تھی یہ بات سنی تو لرز گیا اور اپنے دوستوں کے پاس آ کر انہیں حقیقتِ حال سے آگاہ کیا اور کہا کہ اگر عاقبت کی خیر چاہتے ہو تو اس مکرمہ و معظمہ خاتون کی بے ادبی نہ ہونے پائے، میرے دوستوں نے میرے اس وعظ سے یہ سمجھا کہ شاید میں ان کو ہٹا کر خود تنہائی میں ارتکابِ گناہ کرنا چاہتا ہوں اور ان سے دھوکہ کر رہا ہوں اس خیال سے وہ مجھ سے لڑنے پر آمادہ ہو گئے میں نے کہا میں تم لوگوں کو کسی صورت میں اس امر شنیع کی اجازت نہ دوں گا لڑوں گا مر جاؤں گا اس سیدہ کی طرف بدنگاہی منظور نہ کروں گا چنانچہ وہ مجھ پر جھپٹ پڑے اور مجھے ان کے حملہ سے ایک زخم بھی آ گیا اور اسی اثنا میں ایک شخص جو اس سیدہ کے کمرہ کی طرف جانا چاہتا تھا۔ میرے روکنے پر مجھ پر جو حملہ آور ہوا تو میں نے اس پر چھری سے حملہ کر دیا اور اسے مار ڈالا پھر اس سیدہ کو اپنی حفاظت میں لے کر باہر نکلا تو شور مچ گیا چھری میرے ہاتھ میں تھی میں پکڑا گیا اور آج یہ بیان دے رہا ہوں۔ حاکم بغداد نے کہا جاؤ تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے رہا کیا جاتا ہے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۸۱۳)

درس عبرت :۔

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے ہر نیک و بد آدمی اور ہر نیک و بد عمل کو جانتے اور دیکھتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کی نسبت کے لحاظ وادب سے آدمی کا انجام اچھا ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ہر اس چیز کا دل میں ادب واحترام رکھنا چاہیے جس کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق ہو۔

آخری گذارش :۔ سادات کرام سے اپیل ہے کہ وہ اپنی وراثت کی لاج رکھتے ہوئے کردار میں ایسا رنگ دکھائیں کہ جسے دیکھ کر عوام کہیں یہ ہے اولاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم بس یہی ہماری گذارش ہے اور یہی ہماری آپ حضرات کے لئے تمنا اور آرزو ہے۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

یکم رمضان ۱۳۸۸ھ

اسلامی کتابوں کا مطالعہ مفت کریں

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائبریری

بفیضان نظر

نباض قوم، پاسبان مسلک رضا، عالم باعمل، پیر طریقت، مولانا الحاج

مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب قادری رضوی

امیر جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان

مالی تعاون بھی فرمائیں۔ نیز اپنے فوت شدہ قریبیوں کے ایصال ثواب کے لئے کتب خرید کر لائبریری کو دیں۔ علاوہ ازیں اگر آپ کے پاس پرانی اسلامی کتب موجود ہیں تو وہ بھی لائبریری میں جمع کروا کر صدقہ جاریہ میں حصہ لیں۔

منتظم: حافظ عاشق حسین قادری رضوی

صدر انجمن رضائے مصطفیٰ

بمقام چک صفدر ڈاکخانہ جسڑ تحصیل و ضلع نارووال